لَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ
أَمْوَاتٌ بَلْ أَحْيَاءٌ وَلٰكِن لَّا تَشْعُرُونَ

REGD. No. 1983
٩٢٢٩٩٥
٢٢٨٢١
٢٩ ع ٤٢
٣٢٩
1728/S
CHECKED
CHECKED 1998

ذکر حمید

در احوال

نور اللہ شہید

مؤلفہ

خاکسار سید شبیر حسن محسن۔ فوٹو گرافر متوطن قصبہ دھوہان
محلہ نوابان ضلع اونا ؤ ملک اودھ

بار اول
بمقام لکھنؤ در مطبع اثنا عشری باہتمام سید بنیاد علی رضوی طبع شد
سنہ ۱۹۱۶ عیسوی
قیمت فی جلد ۸ر عہ محصول ڈاک ۔ تعداد طبع ۲۵۰

جوشنین جلیلی بخط واضح وظیفہ کی مشہور چیز ہے علماء کے نزدیک نہایت معتبر ہے اسکا پڑھنا اور پاس رکھنا مرحلات مشکلات کو آسان کرتا ہے اور نہایت ثواب کا موجب ہے ۱ر

باب الصلوٰۃ جلیلی اسمین نوافل شب و روز و نماز شب و نماز حاجت و نماز جعفر طیار و نماز زیارت بامیر المومنین علیہ السلام نہایت سہل الاصول واضح طور سے عام فہم درج ہے ان نمازون مین جو دعائین پڑھی جاتی ہین دیکھکر اسمین دقت ہوتی تھی یہ ۱ر

دعائے نور ۱ر
دعائے مشلول واضح ۱ر
تحفۃ العوام سندی ۱۲ر
تحفۃ العوام کشوری ۱۲ر

دعائے صنمی ۱ر
دعائے قریش ۰ر
دعائے صباح ۱ر

وظائف ابرار مع **ترجمہ** اسمین سات سورہ یٰسین دعائین تمام عملے لکھنؤ کی مہر سے مزین نہایت عمدہ چیز ہے ۔ ۱۲ر

تحفۃ العابدین و **تحفی** جناب قدوۃ العلماء بخط جلی اعمال عاشورا و اربعین و نوافل یومیہ وغیرہ ۱ر

درود طوسی وظیفہ کی مشہور کتاب ہے ۱۲ر
نور العیون بعد نماز کے زیارت کرنیوالی تصویر ۱۰ر

تقویم الشیعہ اردو سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کے رسالہ کا ترجمہ ہے نام نہاد سے نیک بد کے حالات بہت توضیح و تشریح سے درج ہین مبلغ احکام ہفتہ ۱۸ر

بچون کے پڑھنے کی مینیاتی کتابین

بمعہ محمد ہندی	۱ر	در منظوم	۱۲ر
تصحیح الاعمال اردو	۵ر	آفتاب ہدایت اردو	۴ر
خلاصۃ مع عباسی فارسی	۵ر	باقیات الصالحات اردو	۸ر
مرآۃ العرفان اردو	۶ر	بشارت لشاکرین اردو	۴ر
نجم السعادت در رمضان اردو	۱ر	حسن اعتقاد اردو	۱ر
العقائد	۴ر	سبیل الرشاد اردو	۴ر

تعویزات

دعائے نور در حلقہ سورہ جن	۱ر	حمائل ہشت پہل	۴ر
جوشنین	۱ر	ام الصبیان	۰ر
ہفت ہیکل	۰ر	حرز جواد	۱ر
دعائے الامان	۱ر	دعائے دفع طاعون	۰ر
تعویز حسنین	۱ر	بازو بند کلان	۱ر

حرز جواد بر پوست آہو عمدہ ۱۲ر
ڈھولنا چاندی کا کندہ کیا ہوا عمدہ ۱۲ر

تعویز معصومین یہ تعویز مثل لاکٹ والا قرآن کا ہے ڈھولنے کے عطر دان مین بخوبی آتا ہے حمائل اور تعویذ مین کی ہر قسم کی حفاظت کے آیہ معصومین سے منقول ہین تمام آفات و بلیات و صدمات و نظر بد و سحر و جادو اور امراض گہانی و دردِ جان کے خواص ہین بڑے ہی مجرب ہے اور آسیبی خبیث ارواح اور جادون کی ہر قسم کی تاثیر فوراً دفع کرنیکو یا لنا شہر نہایت فائدہ بخش ہے ۱۲ر

المشتہر سید سجاد علی رضوی تاجر کتب چوک لکھنؤ

نقشہ مرقومہ ذیل جناب قاضی سید اولاد علی صاحب علیہ الرحمہ

CHECKED

۲۰۹۴۸
ح ۵
۱۳۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خداوند عالم و نعت رسول اکرم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم احقر زمن سید شبیر حسن محسن ابن جناب مغفرت مآب سید محمد وصی صاحب مرحوم و مغفور متوطن قصبۂ موہان خدمت مومنین باتمکین مین عرض رسا ہے کہ عرصہ سے میرا ارادہ تھا کہ جناب شہید ثالث قاضی نور اللہ صاحب شوستری علیہ الرحمہ کی سوانح عمری لکھکر اونکی خدمت مین پیش کرون مگر بوجوہات اس کار خیر کی انجام دہی سے معذور رہا الحمد للہ کہ اب بفضل خدا اپنے ارادہ مین کامیاب ہوا اور یہ سوانح عمری حضرت ممدوح کی حیطۂ تحریر مین لاکر خدمت حضرات مومنین و شیعیان جناب امیر المومنین مین پیش کرتا ہون۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

قاضی صاحب کا نسب[1] - ولادت - اور تعلیم

سید نور اللہ حسینی مرعشی شوستری ایرانی ابن سید شریف ابن سید نور اللہ

[1] یہ نسب نامہ قاضی صاحب نے خود کتاب مجالس المومنین مین درج فرمایا ہے۔

ابن ضیاء الدین بن محمد شاہ بن مبارز الدین منوہ بن الحسین بن نجم الدین بن محمود بن احمد بن الحسین بن محمد بن ابی المفاخر بن علی بن احمد بن ابیطالب بن ابراہیم بن یحیی بن الحسین بن محمد بن ابی علی بن ابی حمزہ بن علی المرعش بن عبداللہ بن محمد الملقب بالسیلق بن الحسن بن حسین الاصغر بن الامام زین العابدین بن ابی امام حسین شہید کربلا یعنی قاضی صاحب ولادپاک حسین صغر اول ابن حضرت امام زین العابدین بن جناب امام حسین ابن حضرت علی ابن ابیطالب ہین اور پدر بزرگوار انکے شاگردان کمل شیخ ابراہیم قطیفی سے تھے۔ کتاب مجالس المومنین ہین قاضی صاحب نے اپنے اجداد کے حالات قلمبند کیے ہین۔

ولادت آپکی بمقام شوستر ۹۵۶ھ مین ہوئی اور مولانا عبدالوحید شوستری سے تکمیل علوم کی اور ۹۷۶ھ مین زیارت روضۂ مقدسہ رضویہ مشہد مقدس سے مشرف ہوے اور محقق عبدالواحد ودیگر علماے وقت سے استفادہ حاصل کیا۔

قاضی صاحب کا ہندوستان آنا اور قاضی القضاۃ مقرر ہونا

قاضی صاحب ۹۹۵ ہجری مین ایران سے ہندوستان تشریف لاکر حکیم ابوالفتح گیلانی کے یہان فروکش ہوے۔ حکیم صاحب موصوف بعہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ ہندوستان دربار اکبری مین اعلیٰ درجہ کے لوگون مین سے تھے جو اوسکے نورتن کے ایک رتن تھے اور نام اونکا مسیح الدین ولد مولانا عبدالرزاق المکنی بہ ابوالفتح تھا اور دوسرے بھائی دتھے حکیم ہمایون عرف حکیم ہمام تھے۔ یہ دونون بھائی مصاحب بادشاہ ومشیر سلطنت تھے اور حکیم ہمام بھی نورتن اکبری کی ایک ممبر تھے۔ کونسل انتظام

سلطنت کا نام اکبر نے جواہرات نورتن کے ہمنام نورتن رکھا تھا اور شمار مین یہ سردار بھی نو نفر تھے یعنی حکیم ابو الفتح گیلانی حکیم ہمایون معروف بہ حکیم ہمام شیخ ابو الفضل۔ علامہ شیخ ابو الفیض فیضی فیاضی۔ مرزا عبد الرحیم خانخانان۔ عزیز مرزا۔

راجہ مان سنگھ کچھواہہ۔ راجہ بیربر۔ راجہ ٹوڈرمل۔ پہلے پانچون سردار شیعہ[1] تھے اور ان پانچون مین حکیم ابو الفتح بیکے اور مشہور شیعہ تھے جب اکثر وقت نماز آجاتا تھا اور یہ بحضور بادشاہ حاضر ہوتے تھے تو دست کشادہ نماز بطریق مذہب شیعہ دربار مین پڑھ لیا کرتے تھے۔

میر فتح اللہ شیرازی مذہب شیعہ کی اکبر بے انتہا عزت کرتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر میر مذکور اہل فرنگ کے ہاتھ پڑجاتے اور انکے بدلے مین وہ مجھسے چاہتے تو مین اپنی سلطنت کے کل خزانے دیکر میر مذکور کو خوشی سے بدل لیتا۔

[1] صاحب منتخب اللغات و سراج اللغات نے اتباع و انصار علیؑ کو و نیز برادران علیؑ و اولاد فاطمہؑ کو شیعہ لکھا ہے اور مصنف غیاث اللغات نے لفظ شیعہ کے معنی گروہ علیؑ کے لکھے ہین اور صاحب قاموس نے لفظ شیعہ کے معنی دوستداران علیؑ و ممبان علیؑ و اہل بیت رسولؐ لکھے ہین اور صاحب ملل و نحل اور اکثر علماے اہلسنت شیعون کی نسبت تحریر کرتے ہین کہ شیعہ وہ ہین جو کہتے ہین کہ علیؑ بعد رسول کے خلیفہ بلافصل اور امام اول ائمہ اثنا عشر سے ہین جن مین کے باقی گیارہ امام علیؑ ہی کی نسل سے ہین اور مصنف شرح مواقف نے لکھا ہے کہ شیعہ وہ گروہ ہے جو علیؑ کی متابعت کرتا ہے اور بعد رسولؐ کے نص جلی و خفی علیؑ کو امام بتلاتا ہے اور کہتا ہے کہ امامت علیؑ اور اولاد علیؑ سے خارج نہین ہوئی مگر ظلم و غصب سے غیر و نکے بالتقیہ سے جناب امیرؑ نے فرمایا کہ شیعہ میرا وہ ہے جو میرے چلن پر چلے۔

خلاصہ یہ کہ جب سید نور اللہؒ دار السلطنت ہندوستان یعنی اکبر آباد عرف آگرہ مین
پہونچگئے اور آپکے علم و فضل اور کمال کا حال حکیم ابو الفتح نے شہنشاہ اکبر سے
بیان کیا تو وہ انکے دربار مین پہونچنے کا خواستگار ہوا اور جب یہ داخل دربار ہوے
تو نہایت عزت کی اور بہ نوازش کامل پیش آیا اور علماے دربار مین جگہ دی۔
پادشاہ کی یہ عزت افزائی و قدر دانی علماے اہلسنت کو شاق و ناگوار گذری۔
مخدوم الملک مولوی عبد النبی و عبد القادر وغیرہ نے انواع و اقسام کی تدابیر سے
قاضی صاحب کو حضوری پادشاہ سے دور رکھنے کی فکر کی مگر انکے علم و کمال کو
دیکھکر پادشاہ کے دل مین اونکی قدر و منزلت زیادہ ہوتی گئی مگر علماے اہل
خلاف کو اونسے سخت رنج و دشمنی ہوگئی۔ پادشاہ نے قاضی صاحب کے علم و فضل
اور کمال سے واقف ہوکر عہدۂ قاضی القضاۃ ہند تجویز کیا اور اپنے ممبران کونسل
یعنی نورتن سے بھی راے لی چنانچہ جب پادشاہ بمقام لاہور بطور دورۂ ملک
پہونچا تو قاضی معین الدین کو معطل کرکے بجاے اونکے سید نور اللہؒ کو مقرر کیا
مگر سید نور اللہؒ نے اس عہدہ کے قبول کرنے سے عذر کیا لیکن جب پادشاہ نے
زیادہ اصرار کیا تو فرمایا کہ اگر شہنشاہ اعظم میری اس شرط کو قبول فرمالین کہ مین اپنے
اجتہاد اور راے کے موافق مقدمات کا فیصلہ کرونگا اگرچہ وہ فیصلہ کسی نہ کسی
فتوے کے موافق ہوگا یعنی امام ابو حنیفہ و امام شافعی و امام مالک و امام احمد حنبل کے
فتوی سے یعنی ان چارون امامون مین سے جسکو حق پر دیکھونگا اوسکے موافق
فتوی دونگا کسی ایک کی تقلید نہ کرونگا پس اگر ایسے فتوے سے فیصلے کرانا
منظور ہون تو مین عہدۂ قضا کو قبول کرتا ہون۔ پادشاہ نے اس شرط کو منظور
فرماکر حکم دیا کہ ہم تمھارے اخذ کو کتاب اللہ اور کتاب الرسول کے اخذ سے

کم نہین جانتے ہین تمھاری شرط ہمکو قبول و منظور ہے تم کار قضا کو انجام دو۔
پس اس حکم کے پانے کے بعد سید نور اللہؒ قاضی القضاۃ ہند یعنی وزیر
انصاف مقرر ہوگئے اور اس کام کو انجام فرمانے لگے اور اپنے فرض منصبی کو
اسطرح ادا کرتے رہے کہ جو مسئلہ چارون مذاہب اہلسنت مین سے
مذہب امامیہ کے مطابق ہوتا اوسکے موافق مقدمہ فیصل کرتے نیز ایسی
عمدگی و خوبی سے انجام فرمایا کہ دشمن بھی مداح و معترف ہوے چنانچہ ملا عبدالقادر
بدایونی مصنف منتخب التواریخ جو متعصب سُنی سید نور اللہؒ کا ہمعصر ہے اپنی
تاریخ مین بذکر علماے عہد اکبر لکھتا ہے کہ قاضی نور اللہ شوستری اگرچہ شیعہ
مذہب ہین لیکن بسیار بصفت نصفت و عدالت و نیک نفسی و حیا و تقوی
و عفاف و اوصاف اشراف موصوف ہین اور علم و حلم و جودت فہم و جودت
طبع و صفائی قریحہ و ذکا مین مشہور ہین اور صاحب تصانیف لائقہ ہین اور
تفسیر مہمل یعنی بے نقط (اس تفسیر کا نام سواطع الالہام ہے۔ مؤلف) شیخ فیضی پر
ایک ایسی توقیع تحریر کی کہ حیز تعریف و توصیف سے باہر ہے۔ طبیعت ناظم رکھتے
ہین۔ اشعار دلنشین کہتے ہین۔ حکیم ابو الفتح کے وسیلہ سے ملازمت شاہی
مین داخل ہوے اور جسوقت موکب منصور لاہور مین پہونچا اور وقت ملازمت
قاضی معین الدین کو ضعف پیری و فتور قوی سے مرض سقطہ دربار مین واقع ہوا
تو اونکو ضعف پیری و فتور قوی پر رحم فرماکر کہ شیخ اب قابل کار نہین ہین قاضی نور اللہؒ کو
قاضی القضاۃ پر بادشاہ نے منصوب و منسوب کر دیا یعنی وزیر انصاف سلطنت
ہند مقرر فرمایا۔ بعدہ ملا عبدالقادر منتخب التواریخ مین تحریر کرتا ہے کہ الحق مفتیان
ناحق و محتسبان بدنفس کو جو کہ معلم الملکوت کو سبق دیتے تھے نہایت عمدہ طور سے

سید نور اللہ ضبط مین لائے اور راہ رشوت کو اوپر بند کر دیا اور پوست پستہ مین ایسی گنجایش دیدی کہ مزیدے بران متصور نہین اور مین کہہ سکتا ہون کہ اس بیت کے مصنف نے اس مضمون کے واسطے سید نور اللہ کو منظور کیا اور کہا بیت

تو ئی آنکس کہ نہ کردہ بہمہ عمر قبول
در قضا ہیچ کس غیر شہادت نہ گواہ

قاضی صاحب کی شہادت

قاضی نور اللہ رح کے بارہ مین علماے اہلسنت نے ہر چند جلال محمد اکبر پادشاہ سے چغل خوریان کین مگر پادشاہ منصف مزاج و قدردان کے مقابلہ مین کامیاب نہو سکے لیکن جب اکبر نے انتقال کیا اور نور الدین جہانگیر تخت نشین ہوا تب بھی لوگ اسیطرح قاضی صاحب کی نقصان رسانی کی کوششین کرتے رہے مگر اثر پذیر نہوئین تب یہ فکر کی کہ کچھ لوگ مامور کیے گئے کہ قاضی صاحب کے شاگرد بنکر خدمت قاضی صاحب مین حاضر رہنے لگے اور ایک کتاب اپنی طرف سے ازنام قاضی صاحب لکھ لی اور اوس کتاب مین صوفیون اور پادشاہ کے پیران طریقت کی نسبت سب و دشنام بہت سخت باتین تحریر کین حتی کہ شیخ سلیم چشتی (مدفون فتحپور سیکری) پادشاہ کے پیر کو قرم ساق پدر سگ ناتحقیق لکھا اور یہ کتاب بحضور پادشاہ پیش کی اور اون دشمنون نے عرض کیا کہ ہمنے کچھ لوگ مامور کیے تھے کہ وہ رافضی بنکر خفیہ طور پر قاضی صاحب کی شاگردی مین

رہے اور یہ کتاب اونکی تصنیف کی ہوئی حاصل کرلائے - یہ سنکر بادشاہ بہت غضبناک ہوا اور ان علما سے جنکی تعداد بیالیس بیان کیجاتی ہے فتوی طلب کیا اور قاضی صاحب سے بھی دریافت کیا گیا کہ شیخ سلیم چشتی کی نسبت آپ کیا کہنا چاہتے ہین لیکن موصوف نے شیخ سلیم چشتی کے حق مین مبالغہ آمیز الفاظ سے اپنے کو بچانے کا ذریعہ نہین بنایا - علمانے سیسہ گلا کر پلانا - گدی سے زبان کھنچوانا - سو دُرّے خاردار لگوانا اور قتل کرنا اس سزا کا فتوی لکھا - بعض مورخین کا بیان ہے کہ بعد قتل قاضی صاحب نورجہان بیگم کے دریافت کرنے پر جہانگیر نے جواب دیا کہ مینے قاضی صاحب کے قتل کا کوئی حکم اپنے ہوش مین نہین لکھا شاید اون علمانے بحالت نشۂ شراب حکم قتل قاضی صاحب لے لیا ہوگا -

بہرحال تحریرات مصنفین تاریخ نوری و مخبر الواصلین و ریاض و نجوم السماء وغیرہ اون علما سے جسطرح سے ممکن ہوا بادشاہ سے بنا بر قتل قاضی صاحب اجازت لے لی اور اونکو اپنے روبرو اپنی جماعت کے درمیان طلب کیا - قاضی صاحب نے اوس جماعت سے اپنے قتل کا سبب پوچھا تو سب نے یکزبان ہوکر کہا کہ ہماری راے مین تم سرگروہ روافض[1] کا قتل حاکم شریعت و بادشاہ وقت پر واجب ہے

[1] رافضی منسوب بہ رافضہ و رافضہ گروہے از لشکرے کہ سردار خود را بگذارند و بسرقہ از شیعہ کہ بزید بن علی بن حسین بیعت کردند بعد ازان گفتند کہ از شیخین بیزار کن تا با تو ہمراہی کنیم زید انکار نمود و گفت کہ چگونہ بیزار کنم از ایشان کہ وزیر و معاون جد من بودند پس ایشان او را رفض کردند یعنی گذاشتند تا آنکہ حجاج او را شہید کرد (غیاث اللغات)

قاضی صاحب نے فرمایا کہ یہ حکم تمنے کس حکم شرعی اور کس آیت وحدیث سے
اخذ کیا ہے۔ اوس جماعت نے جواب دیا کہ تمھارا عقیدہ برخلاف شرع
شریف کے ہے۔ قاضی صاحب نے اپنے عقیدہ کو بالکلیہ زبان مبارک سے
بیان فرمایا اور کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہدان محمداً
عبدہٗ ورسولہٗ واشہدان علیاً ولی اللہ وصی رسول اللہ کو زبان مبارک سے
جاری فرمایا جسکو سنکر بعض لوگ ساکت ہوگئے اور بعضون نے کہا کہ تم
رافضیون کے پیر ہو جو چاہو کہو ضرور قتل کئے جاؤگے قاضی صاحب نے
فرمایا کہ قتل تو میرے جد امجد جناب امام حسینؑ بھی کیے گئے تھے مگر سبب قتل کہوا ور
جسطرح کہ قاتلان حضرت امام حسینؑ ناری وجہنمی اور ملعون ہوے کیا تم لوگ بھی

بقیہ صفحہ ماقبل۔ صاحب غیاث نے جو وجہ شیعون کے حضرت زید سے علحدگی کی لکھی ہے وہ یہ نہین ہے
بلکہ مورخین نے باتفاق تحریر کیا ہے کہ امام وقت نے حضرت زید کو اجازت جہاد کی نہین دی تھی اور
حضرت زید نے بخلاف حکم امام عزم جہاد کیا تھا اور مذہب شیعہ مین بغیبت امام و بلاحکم امام وقت جہاد
ناجائز ہے۔ نیز مورخین نے لکھا ہے کہ بعد رحلت جناب رسولخداؐ سقیفہ بنی ساعدہ مین دربارہ خلافت
اجماع ہوا اور خلافت ابوبکر پر قرار پائی جو لوگ کہ خلافت حق علیؑ مرتضےٰ کا جانتے تھے بیعت ابوبکر سے
انکار کیا پس ابوبکر نے کہا رفضونی یعنی ہمکو چھوڑ دیا۔ اسوجہ سے سنیون نے شیعون کو رافضی کہنا
شروع کردیا۔ مجمع البحرین مین ہے کہ لفظ رافضی کو فرعونیون نے امت حضرت موسیٰ پر اطلاق
کیا اور اخبار مختار مین ہے کہ عمر سعد نے مردمان مختار کو جو کہ جناب امام حسینؑ کے خون کا بدلہ لیتے تھے
رافضی کہا اور تاریخ الفی مین تفسیر حضرت امام حسن عسکری سے مسطور ہے کہ اول جس شخص نے
لفظ رافضی کا اطلاق کیا وہ فرعون تھا اور یہ اوسوقت ہوا کہ جادوگرون نے
بعد مشاہدہ آیات حضرت موسیٰ دین فرعون کا ترک کرکے پیرو حضرت
موسیٰ کے ہوے اوسوقت فرعون نے اون سے کہا قدرفضتم دنیا اور اون لوگونکو
سخت عذاب مین رکھا۔

ایسا ہی پسند کرتے ہو۔
جب مخالفین کوئی دلیل نہ پیش کرسکے تو سب نے یکزبان یہ کہدیا کہ جو دلیل بنا بر قتل حسینؑ تھی اور جس دلیل سے تم گروہ روافض کے زمانۂ خلفائے بنی اُمیہ و مروانیہ و امویہ و عباسیہ مین قتل ہوے اوسی دلیل سے تم بھی قتل ہوتے ہو۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ اونکا انجام جو کچھ ہوا وہ بھی تمکو معلوم ہے کہ آج تک وہ لوگ مورد لعن ہین اور ہمیشہ کے لیے بحکم مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا مُتَعَمِّدًا فَجَزَاءُ جَهَنَّمَ خَالِدِينَ فِيهَا کے داخل جہنم ہین اور دنیا مین بھی اپنے اعمال بد کی سزا پاگئے۔
یہ سنکر علماے مخالف نے کہا کہ ہمکو سب منظور ہے مگر تمھارا رہا کرنا منظور نہین اور اسکے بعد ایک مباحثۂ طولانی ہوا جسمین علماے مخالف لاجواب ہوے اور گھبراکر جلاد کو حکم دیا کہ اس رافضی (قاضی صاحب) کو بات کرنے کی بھی مہلت نہ دو جلد سزاہاے مجوزہ کو جاری کرو۔
جب قاضی صاحب نے اپنی مقتولی ضروری خیال کی تو دو رکعت نماز کی مہلت چاہی بقولے اجازت ملی وبقول دیگر نہین ملی۔ آخر علماے اہل خلاف نے بقولے اپنے ہاتھ سے وبقول دیگر جلاد کے ہاتھ سے اپنی تینون تجویزین قاضی صاحب شہید کی لاش کے ساتھ جاری کین اگرچہ شہادت آپکی چند دُرون کے ساتھ ہوگئی تھی۔
شیخ حرّ عاملی نے کتاب امل الامل مین تحریر کیا ہے کہ وجہ شہادت قاضی صاحب تصنیف کتاب احقاق الحق ہے قاضی صاحب کی تصانیف کی تعداد ایک سو ایک ہے۔ علی قلی خان والہ نے تذکرۂ ریاض الشعرا مین

ذکر حمید در احوال نور اللہ شہید از شہید حسن محمد حسید

۲۰۹۶۸

لکھا ہے کہ قاضی نور اللہ شوستری کو فن شاعری مین نہایت قدرت و مہارت تھی اور تخلص نوری تھا۔

بعد شہادت قاضی صاحب کی لاش نالۂ دولی کہار مین کہ مسلخ قصابان نہایت گندہ تھا ڈالدیا اور کوئی دقیقہ ذلت کا فروگذاشت نکیا گیا مگر برکت اس لاشۂ مبارک کے اوس جاے گندہ مین دو رتک نجاسات باقی نرہی اور زمین پاک وصاف ہوگئی اور ایک خوشبو پیدا ہوکر وہ جگہ معطر ہوگئی اور لاشہ اوس زمین سے کچھ اونچا تھا۔ تین روز تک یا کچھ زیادہ اور دفن کے وقت تک لاش تازہ تھی اور خوشبو پیدا تھی۔

جب یہ کرامات و امور عجیبہ ظاہر ہوے تو اہل شہر زیارت کے لیے جانے لگے مگر علماے اہل خلاف نے بدین خیال کہ مخلوق اونکو برا کہے گی اہالیان شہر کو وہان جانے سے روک دیا اور منادی کرادی کہ رافضی کے لاشہ پر جانا گناہ ہے جو جائیگا سزا پائے گا۔

قاضی صاحب شہید ثالث کے لقب سے ملقب ہین شہید اول محمد[1] بن مکی۔ شہید ثانی شیخ زین[2] الدین اور قاضی صاحب شہید ثالث ہین۔

خلاصہ یہ کہ سید نور اللہ شوستری کی شہادت روز جمعہ ۱۸ جمادی الآخر سنہ ۱۰۱۹ ہجری کو بمقام اکبرآباد عرف آگرہ واقع ہوئی اوسوقت عمر شریف اون جناب کی ترسٹھ برس کی تھی

---

[1] شیخ شمس الدین ابو محمد عبد اللہ محمد بن علی بن جمل الاکلی العزینی فقیہ و محدث جلیل القدر تھے جنکو ۷۸۶ ہجری مین بمقام دمشق قاضی برہان الدین مالکی اور عبادہ بن جماعۃ الشافعی کے فتوی کے بموجب تلوار سے شہید کرکے سولی دی بعد سنگسار کیا اور پھر لاش کو جلادیا۔

[2] صاحب شرح لمعہ بوجہ شیعہ ہونے کے قسطنطنیہ مین سنہ ۹۶۶ ہجری کو شہید کیے گئے

کیونکہ ولادت باسعادت آپکی ۹۵۲ھ ہجری مین ہوئی تھی مصنف مخبرالواصلین نے ایک رباعی پراز رموز تحریر کی ہے جس سے آپکی شہادت کا دن۔ تاریخ مہینہ اور سنہ چارون نکلتے ہین اور صاحب مفتاح التواریخ نے بھی اس رباعی کو بحوالہ کتاب مخبرالواصلین نقل کیا ہے لیکن رموز کو اوسنے تحریر نہین کیا ہے

اور وہ رباعی یہ ہے ؎

میر نوراللہ عالی انتساب — زین زمانہ با دلِ آگہ شدہ
سال رحلش مظہر حق زد رقم — عدن جاے میر نوراللہ شدہ ۱۰۱۹ھ

مصرع اول مین نام قاضی صاحب شہید کا ہے اور مصرع دوم مین اٹھارہ حروف ہین جنکی تعداد سے ماہ قمری کی ۱۸ تاریخ نکلتی ہے اور مصرع سوم کے پہلے دو لفظ سال رحلش مین سات حرف ہین جس سے ہفتہ کا روز ہفتم جمعہ مراد ہے اور درمیان مین نام مصنف کا خالی چھوڑ کر پہلے دو لفظ زد رقم کے پانچ حرف ہین جنسے سال کا پانچوان مہینہ جمادی الآخر مراد لیا ہے اور مصرع چہارم سے ۱۰۱۹ھ ہجری نکلتا ہے ۔

بعد شہادت باختلاف روایات قاضی صاحب کی لاش کو مخالفین نے دفن نہونے دیا مگر ایک شب کو جہانگیر نے خواب مین دیکھا کہ حضرت رسول خدا بغضب و قہر فرماتے ہین کہ بندگان مقبول خدا کو اذیت رسانی تیرے عہد مین جاری ہے اور میرے فرزند نوراللہ کو بعد قتل بھی تو اجازت دفن نہین دیتا ہے کیا تو چاہتا ہے کہ مبتلاے غضب الٰہی ہو اور تیرا تخت و تاج اور سلطنت برباد ہو جاے۔ جلد حکم دے کہ میرے فرزند نوراللہ کو مومنین دفن کرین ۔

یہ سنکر بادشاہ سخت خائف ہوا اور خواب سے چونک پڑا اور کانپتا ہوا خواجگاہ سے

باہر آیا اور اوسیوقت حکم دیا کہ تمام شہر مین منادی کیجائے کہ جو لوگ قاضی صاحب کے ہم مذہب ہون وہ اونکی لاش کے دفن کرنے مین شریک ہون اور دفن کرین چنانچہ منادی ہوئی۔ چونکہ وہ زمانہ شیعونکے واسطے نہایت پرآشوب تھا صرف تین شیعہ درد ولت شاہی پر حاضر ہوے اونمین سے دو مسافر اور ایک باشندۂ شہر تھا یا ایک مسافر اور دو مقیم تھے منجملہ اون تین کے ایک راجو بخاری تھے جو بڑے عابد و مجتہد تھے اور بعد دفن قاضی صاحب کی قبر کے مدت تک مجاور رہے مگر جب دشمنون نے بہت ستایا تو قصبۂ باڑی واقع ریاست بھرت پور مین جو دھول پور سے نو کوس ہے آکر بحالت درویشی گوشہ نشینی اختیار کی اور باڑی ہی مین انتقال فرمایا اور آپکا مزار بھی زیارت گاہ عام و خاص ہے اکثر لوگ مجالس عزا برپا کرتے ہین اور اونکے اعزا احباب اور شاگردون کی قبرین اسی نواح مین گرد و پیش موجود ہین۔ سید راجو کے بھائی سید مجاہد کی نسل سے بعض سادات ابتک قصبۂ باڑی مین رہتے ہین اور سید راجو کی قبر کے مجاور ہین اور یا عن جد شیعہ مذہب ہین۔

خلاصہ یہ کہ ان تینون حضرات نے بادشاہ سے عرض کیا کہ ہم لوگ ہم مذہب قاضی صاحب کے ہین اگر بجیلہ ہمارا قتل منظور ہو تو بھی ہم لوگ حاضر ہین اور اگر دراصل دفن کرانا مقصود ہے تو اجازت عطا فرمائی جاوے کہ دفن کر دین۔ بادشاہ نے اون تینون بزرگون کو حضور مین طلب کر کے اپنے خوابکا حال بیان کیا اور حکم دیا کہ قاضی صاحب کی لاش کو عمدہ طریق سے دفن کرا دو۔ پس یہ تینون حضرات قاضی صاحب کی لاش آپنے سید راجو نے آسر دھر کر

اشک خونی آنکھون سے جاری کئے اور گردن مین باہین ڈالکر لپٹ گئے
اور زار زار رونے لگے۔ اس درمیا نمیں وہ جماعت باگروہ تاجران ایرانی
ورسالہ سوار ان ایران کہ جسکے افسر کو گوالیار مین بحالت خواب حکم جناب فاطمہ زہرا
بنابر دفن لاش قاضی صاحب ہوا تھا پہونچگئے اور شریک دفن ہوئی اور
خواب پادشاہ کا حال سُنکر مخلوق جوق جوق موافق و مخالف بناکر شرکت
تدفین قاضی صاحب جمع ہوئی اور اسقدر مجمع وزرا۔ امرا اور رعایاے شہر
ولشکر سے بنابر دفن لاش قاضی صاحب ہوا کہ اس سے قبل کسی جنازہ کے
ہمراہ نہوا تھا لیکن جو جگہ بنابر دفن متصل اجمیری دروازہ تجویز ہوئی تھی علماے
اہل خلاف نے اعلیٰ وعمدہ جان کر وہان دفن نہونے دیا بلکہ ایسی جگہ تجویز
کی جہانپر کہ اوس زمانہ مین نصاراے اہل فرنگ کا قبرستان تھا بلکہ ابتک
مقبرہ نصاراے اہل فرنگ کے موجود ہین جنمین بعض قبور مسلمانونکی گنبد دار
بنی ہوئی ہین۔ چنانچہ قاضی صاحب کے لاشہ پر اول سید راجو نے نماز
باجماعت مع شیعیان ایران وہندوستان پڑھی بعدازان اہل لاہور۔
اہل ملتان۔ اہل دہلی واہل آگرہ نے چند جماعتون سے نماز جنازہ کو جدا جدا
اپنے طریق پر ادا کیا اور مختلف گروہون اور مختلف ممالک کے باشندونکا نماز جنازہ
پڑہنے کا یہ سبب ہے کہ قاضی صاحب نے جن لوگونکے مقدمات فیصل فرمائے تھے
اور جن لوگون کے کام آپ سے پڑے تھے وہ لوگ آپکو سب سے افضل واعلیٰ
جانتے تھے۔ بعدازان لاش کو سید راجو اور اونکے اہل گروہ نے
سپرد زمین کر دیا۔

قاضی صاحب کا مدفن

آپکے مزار کی نسبت مختلف اقوال ہین ایک یہ کہ آپکی قتل گاہ متصل مقابر نصاریٰ کے نالہ مین ہے۔ دوسرے یہ کہ دریاے جمنا کا کوئی دوسرا نالہ تھا تیسرے یہ کہ سکندر لودی والی مسجد جو بالاے نالۂ نائی کی منڈی ہے جہان پر اب کلکٹری کی کچہری ہے اور اسی مسجد سے تجہیز و تکفین ہوکر مدفن تک پہونچکر دفن ہوے اور بعض آپکا مکان اسی آپکے محلہ مین جو آپکے نام پر قاضی واڑہ مشہور ہے لکھا ہے اور بقولے مکان آپکا ایک عمدہ عمارت عالیشان کو جو قریب شیش محل و حمام آلہ وردی خان کے تھا قریب مکان سید محمود شہید کے تحریر کرتے ہین۔ خلاصہ یہ کہ قاضی صاحب کی قبر مدت تک بے نشان رہی مگر عرصہ کے بعد منصور خان صوبہ دار آگرہ نے ظاہر کیا ورنہ ایک فرضی قبر کی زیارت ہوتی تھی۔ آگرہ مین ایک محلہ مال کا بازار ہے اوسی کے ملحق منصور خان کی گذری اسی منصور خان کی یادگار ہے۔ یہ مزار آگرہ مین عدالت دیوانی کے قریب نہر کے پار ہری پربت کے پاس ایک پختہ احاطہ مین واقع ہے جسکا دروازہ مشرق رو یہ ہے اس قبرستان مین مؤمنین کی بہت سی قبرین ہین جو آپ کے مزار کے چارون طرف ہین اور اوپر اکثر قطعات تاریخ وفات پتھر و پنر کندہ ہین

لہ سید محمود کی قبر پر اس زمانہ مین عمارت نہین ہے تعویذ پر نادعلیؑ و آیۃ الکرسی ٹوٹے پھوٹے حروف مین دکہلائی دیتی ہے اور یہ سید بھی سید بنی فاطمہؑ تھے انہین ظالمون نے بعہد شہاب الدین محمد شاہجہان بوجہ عداوت مذہبی شہید کیا تھا اور سر کاٹ کر لیگئے اور جسد بغیر سر دفن کیا گیا۔ قبر انکی محلہ رکاب گنج کے چوراہے پر ہوتی ہے پہلے مقبرہ بھی تھا مگر اب مقبرہ نہین ہے صرف قبر کا تعویذ سنگ سرخ سے پڑا موجود ہے اور سرہانے ایک لمبا پتھر جسکو مصلا کہتے ہین کھڑا ہے۔ بعضون نے انکو سید جلال یا جلال الدین لکھا ہے مگر مصنف منتخب التواریخ نے انکا نام سید جلال لکھا ہے اور صاحب نوری نے دونونکو ایک تحریر کیا ہے۔

اسی احاطہ مین تین در کی ایک چھوٹی سی مسجد بھی ہے جسکو شاید دہلی کی کسی شاہزادی نے تعمیر کرایا ہے۔ اسی طرف چند اہل ایران کی بھی قبرین ہین اور اونکے مجتہد خاص قاضی صاحب کے مزار کے قریب مدفون ہین۔

صفویہ سیدہ قندھاری بیگم کے باغ مین اوسکی قبر بھی ہے۔ یہ بیگم شاہزادی ایران نسل حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے شیعہ مذہب تھی۔

ایک سو انہتر ۱۶۹ سال کے بعد روضہ کی تعمیر ہوئی جسمین دس مدور دریچے اور جسکو ۱۲۹۰ھ مین سید علی نقی ڈپٹی کلکٹر نے بشرکت شیعیان تعمیر کرایا جسکی تاریخ تعمیر مرزا حاتم علی بیگ مرحوم لکھنوی میرے والد مغفور کے دوست نے تصنیف فرمائی جو یہ ہے ؎

بحکم حاکم اعظم ظالم لعب کشیدہ شہید ثالث — غریب و بیکس و بزرگوار سید ستم رسیدہ شہید ثالث

زبان حق گوش حق بگفتی بگوش ناحق شنوگران بد — بکام ناکام زہر تیغ جفا چشیدہ شہید ثالث

جنابخی راللہ حزین پر امر اجنت تمامت اینجا — خوشا مقامی کہ از مظالم نجات دیدہ شہید ثالث

بنا نہادند اہل عرفان مکان آن آشنا ایمان — خوش آستانی برین زمینی کہ آرمیدہ شہید ثالث

چو خواست مہر سخن سرایان مکان نشانی بگفت ہاتف — چہ تخرجہ شد بسال ہجری بیان دیدہ شہید ثالث ۱۲۹۰

۱۲۰۳ھ مین بکوشش سید کفایت حسین تحصیلدار و خان بہادر سید ابوالحسن تحصیلدار و سید ناظم حسین وکیل و دیگر مومنین دروازے لگائے گئے۔

قطعہ تاریخ شہادت جو لوح قبر پر کندہ ہے۔ مرقد منور سید نور اللہ شستری الحسینی

عالمے اطفائے نور اللہ کرد — قرۃ العین نبیؐ را سر برید

سال قتل حضرتش ضامن علی — گفت نور اللہ سید شد شہید

۱۰۱۹ھ

در عہد جہانگیر بادشاہ بسعادت شہادت فائز شدند

تاریخ نثر جو سنگ سرخ پر کندہ ہے اور قریب منبر نصب ہے۔

مرقد مطہر مضجع منور سید سند عالی مقدار شہید والا تبار بہار باغ امامت سحاب گلشن سیادت برق کشت زار اہل خصلات پیشوائے فرقۂ ناجیۂ باسعادت یادگار شہسوار یثرب و بطحا چشم و چراغ شہید کربلا آفتاب آسمان ہدایت و رہبری ابو الفضائل سید نور اللہ الشستری نور اللہ مضجعہ کہ در سنہ ۱۰۱۹ھ بدرجۂ شہادت فائز گشتہ و مرمت مرقد مطہر در سنہ ۱۱۸۱ھ بشہود پیوستہ۔

قاضی صاحب کے مزار سابق کی چاہے جو کچھ حالت ہو مگر تھوڑے عرصہ سے مومنین و سادات متوطنان پہر سر ریاست بھرت پور مقیم حال محلۂ شاہ گنج آگرہ و اہلک متصل بھرت پور و خاص شہر آگرہ نے مقبرہ جدید تیار کرا دیا ہے اور اب اسی مکان مین اکثر مومنین مجالس عزاے جناب سید الشہدا مظلوم کربلا امام حسین علیہ التحیۃ والثنا برپا کیا کرتے ہین اور ہر پنجشنبہ کو مجلس عزا و وعظ وغیرہ ہوا کرتی ہے۔ مزار مبارک کے مجاور دو پشتوں سے سید حسین صاحب اور پیشنماز مسجد مزار سید حسن عباس صاحب موسوی کنتوری ہین۔

سید محمد علی منصرم سب جج آگرہ نے اپنے ذاتی روپیہ سے احاطۂ مزار مین سبیل کی عمارت تعمیر کرائی جو خوشنما عمارت ہے۔ مسافر خانہ مع غسل خانہ و پائخانہ و عمارت مزار چندہ سے تعمیر ہو گئی ہین جس سے زائرین کو بہت آرام ہو گیا ہے جو سڑک کچہری دیوانی سے مزار اقدس کو آتی ہے وہ بہت خراب تھی جس سے رہروون کو نہایت تکلیف ہوتی تھی اوسکو سید ناظم حسین وکیل نے کوشش بلیغ فرما کر پختہ بنوا دیا اور ۲۰۔ دسمبر سنہ ۱۹۱۲ء کو ایک کمیٹی ہوئی کہ جو سڑک

کچہری دیوانی سے ہوتی ہوئی مزار قاضی صاحب کو گئی ہے اسکا وہ حصہ جو کچہری سے مزار تک واقع ہے وہ پختہ ہو جائے چنانچہ نواب حاجی فتحعلیخان قزلباش سی آئی ای رئیس اعظم لاہور نے ایک خط کلکٹر صاحب آگرہ کو لکھا اور سید موسیٰ رضا و سید ناظم حسین وکیل و ماسٹر عبداللہ بدین غرض صاحب کلکٹر سے ملے۔ صاحب نے فرمایا کہ اگر مزار کی جانب سے اس حصہ کی بابت جو نہر سے دروازۂ مزار تک واقع ہے روپیہ دیا جائے تو سڑک پختہ بنجائے گی چنانچہ یہ منظور کیا گیا۔ میونسپلٹی ڈسٹرکٹ بورڈ کی جانب سے کچہری دیوانی سے لیکر نہر تک سڑک پختہ ہو گئی اور مزار کی جانب سے جو روپیہ داخل سرکار کیا گیا وہ حصہ جو نہر سے مزار تک واقع ہے تیار ہوا چنانچہ دوسو دس روپیہ مؤمنین نے چندہ کرکے داخل کئے اور سڑک بالکل تیار ہو گئی۔

ایک انجمن بسرپرستی جناب مولانا سید ناصر حسین صاحب قبلہ مدظلہ العالی مجتہد لکھنؤ موسومۂ انجمن معین الزائرین آگرہ بغرض نگرانی مزار مبارک و انتظام قیام زائرین و جلسۂ سالانہ و مجالس قائم کی گئی ہے اور مزار پر پہلا سالانہ جلسہ بسرپرستی جناب مولانا و مفتدانا ممدوح تاریخہائے ۳-۴ جمادی الآخر ۱۳۳۱ھ ہجری کو ہوا۔

قاضی صاحب کے مزار کی زیارت کا ثواب

مشہور ہے کہ ایک نوجوان مؤمن نواح آگرہ کے کسی قریہ کا باشندہ تھا و بقولی آگرہ کے محلہ حاجی حسن مرحوم کے کٹرہ کے قریب کا رہنے والا تھا

وہ بغرض زیارت جناب سید الشہدا امام حسین علیہ التحیۃ والثنا اپنی مادر
ضعیفہ کو چھوڑ کر کربلاے معلی کو روانہ ہوا اور پھر واپسی وطن کو اوسکا دل
مانع ہوا اوسکی مان و بقولے اوسکے عیال و اطفال اوسکی مفارقت مین
اسقدر بیقرار ہوے کہ شب و روز گریہ و بکا کر کے مجلس عزاے شہید کربلا مین
نقل ضریح و علم اور منبر کو پکڑ کر اور زیارت پڑھکر دعا اوسکی واپسی وطن کی
کرتے تھے اور اسی طرح کئی سال گذر گئے کہ اوس مومن نے کربلاے
معلی مین بحالت خواب دیکھا کہ جناب امام حسین علیہ السلام فرماتے ہین
کہ تیرے عیال و اطفال اور تیری مان تیری مفارقت مین بیچین ہین تو اپنے
وطن کو واپس جا اور اونکے قلوب کو شاد کر۔ یہ خواب دیکھکر وہ مومن بیدار
ہوا اور خواب کو خیال تصور کر کے خاموش ہو رہا۔ دوسری رات کو پھر
حضرت نے وہی ارشاد فرمایا مگر پھر بھی اوسنے خیال ہی سمجھا اور تیسری
رات کو حضرت نے اوسکو بتاکید واپسی وطن کو ارشاد فرمایا اوسوقت
اوس مومن نے عرض کیا کہ مین حضور کے حکم کی تعمیل کرتا ہون صبح کو روانہ
وطن ہونگا مگر افسوس ہے کہ حضور کے در اقدس سے دور ہو جاؤن گا
ثواب زیارت سے محروم رہونگا۔ حضرت نے اوسکی یہ عرض سماعت
فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہندوستان مین قاضی نور اللہ کا مزار موجود ہے تو ہر
پنجشنبہ کو میرے اوس فرزند کی اپنے شہر آگرہ مین زیارت کرنا تجھکو میری
زیارت کا ثواب حاصل ہوگا اور قاضی صاحب کی قبر کا پتہ بھی جناب نے
بتا دیا اوسوقت تک یہ مومن قاضی صاحب کے نام سے واقف نہ تھا
چنانچہ وہ مومن وطن واپس آیا اور اپنے اہل و عیال اور والدہ ضعیفہ سے

ملا اور اپنا خواب سب سے بیان کیا اور اوسکی مان مع اپنے فرزند کے حسب
نشان فرمودۂ جناب سید الشہدا مرقد منور قاضی صاحب کو چلی اور تلاش
تمام نشان مزار مقدس کو پایا اور مدام زائر مزار پُر انوار رہی اور بعد وفات
قریب مزار قاضی صاحب کے مدفون ہوئی۔

سید ابو جعفر صاحب کا ایک مضمون ممدوح کے مزار مقدس کے متعلق رسالۂ
شیعہ کھجوہ ضلع سارن بابت ماہ اپریل و مئی ۱۹۱۶ء مین شائع ہوا ہے
جو درج ذیل ہے:۔

مین زیارت شہید ثالث علیہ الرحمہ کے لیے حاضر ہوا اور ہر روز جمعہ قریب
دس بجے دن کے مزار مقدس پر تازہ سیب کی خوشبو مجھے معلوم ہوئی اپنے
رفع شبہہ کے لیے ہر چند روضہ کے اندر تمام تلاش کیا کہ کسی نے کہین سیب
رکھدیا ہو گا مگر پتہ نہ ملا اور معلوم ہوا کہ یہ آپکی کرامت ہے اور جس طرح روضۂ
اقدس حضرت امام حسین علیہ السلام پر سیب کی بو اکثر لوگونکو معلوم ہوتی ہے
اوسی طرح اس شہید راہ خدا کی قبر مطہر سے بھی سیب کی بو آتی ہے۔ اوس
تاریخ سے مجھے اسکا خیال رہا اور مدتون جمعہ کو صبح کے وقت حاضر روضہ
ہوتا رہا مگر کبھی یہ نوبت نہ آئی مگر یکم جنوری روز سنیچر یعنے پرسون جس کو آج
تیسرا دن ہے ایک بجے مزار پر حاضر ہوا اور نماز ظہر مین پڑھکر ٹھیک ۱ بجے
زیارت پڑھی اور خضوع و خشوع قلب سے بعد فاتحہ خوانی مشغول دعا ہوا
کہ یک بیک مجھے خوشبو سیب کی معلوم ہوئی اللھم صل علی محمد و آل محمد
کچھ دیر حیرت زدہ ساکت رہا اوسکے بعد بہت کوشش کرکے خیال کیا
کہ شاید یہ خوشبو اون پھولون کی نہو جو قبر مطہر پر لوگون نے چڑھائے ہین

مگر جہان تک غور و فکر کیا معلوم ہوا کہ یہ پھولون کی خوشبو نہین ہے اور صاف طرح سے سیب کی خوشبو محسوس ہوتی تھی اور سیب کی خوشبو ہونے کا دل کو پورا یقین ہے مین نے اسوقت دعا مین آپ کو بھی شریک کیا تھا فقط

اے برادران ایمان و اے شیعیان ذیشان آپ صاحبان کو بھی لازم ہے کہ اگر آپ حضرات بغرض زیارت کربلائے معلی جانے سے معذور ہون تو آپ بھی حضرت قاضی نور اللہ صاحب شوستری شہید ثالث علیہ الرحمہ کے مزار مقدس کی زیارت سے ثواب حاصل کرین کیونکہ آپکا مرتبہ بوجہ عالم ہونے کے ایک نبی بنی اسرائیل کے برابر ہے چنانچہ جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل نیز فرمایا کہ ایک ساعت عالم کے پاس بیٹھکر علم سیکھنا اور پوچھنا خدا کے نزدیک پسندیدہ تر ہے لاکھ رکعت نماز سے اور لاکھ تسبیح سے جو خوشنودی الٰہی کے واسطے پڑھی ہون اور دس ہزار گھوڑونکے فی سبیل اللہ مجاہدین کے دینے سے بہتر ہے۔

جناب امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے فرمایا من لم یستطع ان یصلنا فلیصل فقراء شیعتنا ومن لم یستطع ان یزور قبورنا فلیزر صلحاء اخواننا یعنی جو شخص قادر نہو ہمارے ساتھ نیکی کرنے پر اوسکو چاہیے کہ نیکی کرے ہمارے فقرائے شیعہ کے ساتھ اور جو شخص قادر نہو ہماری قبور کی زیارت کرنے پر اوسے چاہیے کہ زیارت کرے ہمارے اخوان صالحین کی ایسا ہی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے بھی فرمایا ہے۔

قاتلان قاضی صاحب کا انجام

قاضی صاحب کی شہادت کے تھوڑے عرصہ کے بعد منتظم حقیقی نے اس
شہید مظلوم کے انتقام لینے کی یہ صورت ظاہر کی کہ نورالدین جہانگیر
پادشاہ جو ایام طفولیت سے دختر خواجہ غیاث الدین وزوجۂ نواب
علی قلیخان مخاطب بہ شیر افگن خان پر عاشق تھا اور اندنون
علماے اہل خلاف نے سرداران شیعہ سے پادشاہ کو اغوا کرکے قتل کرانا
شروع کردیا تھا اور اونکے بعد نواب شیر افگن خان کے قتل پر
برانگیختہ کیا اور نواب شیر افگن خان کے قتل ہوجانے سے
پادشاہ کا اپنی محبوبہ کا ملجانا بھی مقصود تھا چنانچہ اوسکے قتل کی بہت
سی تدبیریں کی گئیں اوّل تو ایک شیر سے اوسکا مقابلہ کرایا جس پر وہ
غالب آیا اور پادشاہ نے شیر افگن خان کا خطاب دیا پھر ایک
مست ہاتھی کا مقابلہ کرایا بعدہ بہت بڑے بہادر صاحب فوج
راجہ کو خفیہ حکم قتل شیر افگن خان کا دیکر روانہ کیا لیکن شیر افگن خان
فتحیاب ہوا۔ پھر چالیس زبردست قزاق بطمع انعام اوس کے
قتل کرنے کے لیے مامور کیے گئے اونپر بھی شیر افگن خان منصور ہوا
بالآخر شیر افگن خان پر یہ ثابت ہوگیا کہ پادشاہ ضرور اوسکو قتل
کرڈالے گا تو وہ اپنی جاگیر بردوان کو چلا گیا اور حاسدون و متعصبون
کی نظر سے دور ہوگیا لیکن پادشاہ کے برادر رضاعی قطب الدین نبیرۂ
شیخ سلیم چشتی نے جو نہایت متعصب سنی اور علماے اہل خلاف
کا سنگر میڑی بنا بر قتل اہل تشیع تھا اوسنے پادشاہ کو ورغلانا اور
شیر افگن خان کے قتل کی تدابیر بتلا کر خود اوسکے قتل کا بیڑا اوٹھایا

اور صوبہ بنگالہ کی صوبہ داری کا خلعت پہنکر جانب بردوان روانہ ہوا اور
وہان پہونچکر شیر افگن خان سے گفتگو کرنے کے بعد اوسپر چھاپہ مارا
مگر شیر افگن خان کے ہاتھ سے بوقت حملۂ اول قطب الدین خان اور
اوسکا سپہ سالار البتہ خان مع دیگر چند بہادر لوگون کے مقتول ہوا
اور بعد کو شیر افگن خان نے بھی جام شہادت نوش کیا اور نور جہان بیگم
(زوجہ شیر افگن خان) مقید ہوکر قلعۂ آگرہ مین اندرون محل شاہی رکھی
گئی اور پاہ شاہ نے اوسکے پاس جاکر اپنی خواہش ظاہر کی مگر نور جہان
عرصہ تک انکار کرتی رہی مگر آخر کو پادشاہ کا عقد بڑی دھوم دھام سے
نور جہان کے ساتھ ہوگیا اور تھوڑے ہی عرصہ مین نور جہان اپنی دانائی
ولیاقت سے صاحب مہر وسکہ اور حاوی امور سلطنت ہوگئی اور اسکے
باپ بھائی اور کل اعزا و زارت سے لیکر تمام بڑے بڑے عہدون پر
فائز ہوگئے اور اس سبب سے کہ نور جہان شیعہ تھی اور کل بڑے بڑے
عہدے شیعون کے ہاتھ مین تھے اسلیے دربار شاہی مین شیعونکی قوت
بہت ہوگئی اوسوقت نور جہان نے یہ تدبیر کی کہ جن علماے اہل خلاف
نے جناب قاضی صاحب کے قتل کے فتوے دیے تھے اونکو
قلعہ مین بلاکر پادشاہ سے گفتگو کرائی اور کچھ ایسے مسائل پر دستخط کرائے
جن مین کہ اون علما نے گویا اپنے قتل کے فتوے لکھدیے پھر
نور جہان نے اون علما کو خفیہ اندر ہی اندر قتل کراکے ایک چاہ
ناپاک اندرون قلعہ مین ڈلواکر بند کرادیا۔ کسیکو خبر تک
نہوئی اور کوئی اُن کا نام لیوا نرہا اور بوجہ اون کی بداعمالی کے

ون کے فرقہ کے لوگ بھی عمداً مخفی کیے ہوئے ہین ۔

دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را
چندان امان نداد کہ شب را سحر کند

تمام شد

یہ کتاب بتاریخ یکم ستمبر سنہ ۱۹۱۶ء کو شہر لکھنؤ مطبع اثنا عشری مین
بکوشش تمام و بعجلت تمام خادم المومنین سید سجاد علی رضوی تاجر
کتب چوک لکھنؤ کے زیر طبع سے آراستہ ہوئی حق تصنیف
و تالیف محفوظ ہے

کتب احادیث وقصائد

نہر المصائب اردو	۱۲ر	بحر المصائب اردو	۱۲ر
انتخاب المصائب اردو	۱۲ر	تحفہ یوسفیہ اردو	عہ ر
مجالس علویہ اردو	۸عہ	ینابیع المصائب اردو	۶ر
بحور الغمہ جلد اول	۱۲ر	عشرہ مبشرہ اردو	۱۴ر
بحور الغمہ جلد دوم	۱۲ر	تحقیق الاحد اردو	۱۴ر
بحور الغمہ جلد سوم	۱۲ر	در المصائب	
مجالس حسنیہ اردو	۱۲ر	حصہ سوم	۱۴ر
بحر البکا اردو	۱۴ر	در المصائب	
نور المجالس اردو	۱۲ر	چہارم و پنجم	۱۴ر
نخل ماتم اردو	۱۲ر	نزہۃ الفتہ ماتم	عہ ر
زبدۃ المصائب اردو	عہ ر	چہل مجلس	عہ ر
نزہۃ المصائب اول اردو	۱۲ر	دو مجلس اردو	۱۴ر
نزہۃ المصائب حصہ دوم	۱۴ر	کار آمد ذاکرین اردو	عہ ر
نزہۃ المصائب حصہ سوم	۱۰ر	سفینۃ الشہداء	۸ر
نزہۃ المصائب پنجم	۵ر	فصاحت چغتائی اردو	عہ ر
ترجمہ لہوف اردو	۱۴ر	روضۃ الصالحین	عہ ر
تذکرۃ المعصومین	عہ ر	کامل	عہ ر
مارتین علامہ کنتوری	عہ ر	بحار الانوار	
بحار الانوار اردو در حال		در حال جناب	
امام حسن علیہ السلام	۸عہ	سید و سلام اللہ	
بحار الانوار اردو در حال		علیہا	عہ ر
امام حسین علیہ السلام	للعہ	مصائب الشہداء	
ینبوع المعجزات	۱۴ر	در ترجمہ جلد اول	۱۴ر
قصیدہ حالی مرحومہ	۱۰ر	قصائد عزیز	۱۲ر
شرعۃ المصائب اردو	۱۲ر	قصائد محشر	۶ر
مجالس الشیعہ اردو	عہ ر ۱۴ر		
مجالس علویہ جلد دوم	۱۲ر		

روضۂ رضوان مجموعۂ قصائد متعرآنائی اردو	۱۲ر
روضۂ رضوان سمین شعرآنائی کی فارسی قصیدہ مین	۱۲ر
موجۂ کوثری شرح قصیدۂ سید اسمٰعیل حمیری	۴ر
قرآن السعدین خمسہ ہفت بند ۱ر ہفت بند کاشی	۱۰ر
مناقب اہلبیت ترجمہ قصیدۂ فرزدق شاعر	۱ر
معدن الرضا فارسی شرح ہفت بند	۸ر

کلیات ومراثی وسلام

مجموعۂ مراثی دفتر غم چھوٹے چھوٹے مرثیہ تحت اللفظ دیہو زغوانی کے	۶ر
مجموعۂ مراثی مرزا دبیر کامل بیس جلد ہر جلد کی قیمت ۱۲ر کامل	۱۰ر ۵عہ
مجموعہ مراثی مرزا دبیر مطبوعہ کشوری جلد اول	عہ ر
مجموعہ مراثی میر انیس چھ جلد جلد دوم ۱۲ر ۱۲ر ۱۲ر ۱۲ر ۱۲ر ۱۲ر کامل کے	۱۲ر ۱۲ر ۱۲ر ۱۲ر ۱۲ر ۱۲ر

ضروری اطلاع

ہر خاص و عام کو بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع دیجاتی ہے

کہ ذکر حمید در احوال نور اللہ شہید کی رجسٹری بحوجب

ایکٹ ۲۵ سنہ ۱۸۶۷ء کرادیگئی ہے لہذا کوئی صاحب اسکے

طبع کرنے یا کرانیکے مجاز نہین ہین۔

المشتہر

سید شبیر حسن محسن فوٹوگرافر مولف البم شہنشاہی

ورسالہ فوٹوگرافی وغیرہ

موہان ضلع اناؤ ملک اودہ